کیا سنی مسلمان مشرک ہیں؟

تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

پیشِ لفظ

مَبۡسَمِلًا و محمَّدِلاً وَ مُصَلِّیاً وَ مُسَلِّماً

اما بعد! دنیائے اِسلام میں ۸۰ فیصد سنّی مسلمان رہتے ہیں انہیں ایک مختصر سی ٹولی مشرک سمجھتی ہے لیکن قدرت کی شان ان مشرک کہنے والوں کو ان کے اپنے مشرک کہتے ہیں مثلاً دیوبندی ہم اہلسنّت وجماعت کو مشرک کہتے ہیں دیوبندیوں کو غیر مقلدین مشرک گردانتے ہیں غیر مقلّدوں کو نیچری مشرک کہتے ہیں اور اُنہیں خوارج (اہلِ عراق)مشرک کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ان مشرک کے مفتیوں کی صدیوں پہلے خبر دی گئی ہے اسی لئے سنّی مسلمان ان کے فتاویٰ سے نہیں گھبراتے بلکہ اُلٹا خوش ہوتے ہیں کہ انہیں سنّتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سنّتِ اَسلاف نصیب ہوئی کیونکہ منافقوں و کافروں نے حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرک کہا(معاذاللہ) اور خوارج ومعتزلہ نے اہلِ حق پر مشرک ہونے کا فتویٰ دیا ۔اسی لئے تجربہ شاہد ہے کہ جس میں کوئی عیب نہ ہو وہ اسی عیب سے پکارا جائے تو وہ ناراض نہیں ہوتا مثلاً آپ انکھیارے کو اندھا کہہ دیں تو ناراض نہ ہوگا اس لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ جب وہ اندھا نہیں توناراضگی کیسی بخلاف عیب والے کے کہ اسے اسی عیب سے بلایا جائے مثلاً لنگڑے کو لنگڑا ، ایک چشم(آنکھ) کا کانااور نابینا اندھا کہو تو ناراض ہوگا ۔ یہی وجہ ہے کہ عرصہء دراز سے اہلِسنّت کو یہ لوگ مشرک وبدعتی کہتے چلے آرہے ہیں کبھی کوئی جھگڑا نہیں ہوا لیکن ان لوگوں کو وہابی کہو تو لڑائی پر اتر آتے ہیں وہ کیوں اس لئے کہ ان میں یہ عیب ہے ۔ فقیر نے اس تصنیف میں ثابت کیا ہے کہ الحمداللہ سنّی مسلمان مشرک نہیں بلکہ پکّے مومن ہیں اور نہ ہی شرک میں امت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبتلا ہوسکتی ہے بلکہ اُلٹا شرک کے مفتی خود کو جہنم کی آگ میں جھونک رہے ہیں ۔ اب پڑھئے آنے والے مضامین اِنۡ شَآءَ اللہ نہایت ہی مفید ثابت ہونگے۔

فقط

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور،پاکستان

۲۹ ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ہمارے دور میں مسلمانوں کو بات بات پر مشرک کہنا وہابیوں کی عادت بن گئی ہے دیوبندی فرقہ اور اس کے ہمنوا اور دوسرے فرقے بھی اس مرض میں مبتلا ہیں اور یہ نشانہ سیدھا اہلسنّت پر جاتاہے ۔ اس سے وہ فرقے خوش ہیں کہ ہم نے میدان مار لیا اورعوامِ اہلسنّت پریشان ہوجاتے ہیں کہ ہمارے میں مسلمانی کے تمام کام موجود ہیں پھر بھی لوگ ہمیں مشرک کہتے ہیں پھر جن غریبوں کو کسی سنّی عالمِ دین کی صحبت نصیب نہیں وہ ان کے دامِ تزویر(مکر کے جال،فریب کے پھندے) میں آسانی سے پھنس جاتے ہیں ۔ فقیر یہ رسالہ اہلسنّت عوام کی بھلائی اور خیر خواہی کے طور پر لکھ رہا ہے تاکہ اسے یقین ہوجائے کہ سنّی حقیقی اور سچّا مسلمان ہے ۔ اسے مشرک کہنے والے گمراہ اور بے دین ہیں اور ان کی حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے خبر دی تھی کہ ایک گروہ پیدا ہوگا جو مسلمانوں کو مشرک کہے گا۔حدیث شریف میں ہے:

«إن مما أتخوف عليكم رجل قرأ القرآن حتى إذا رؤيت بهجته عليه وكان رداؤه الإسلام اعتراه إلى ما شاء الله انسلخ منه ونبذه وراء ظهره وسعى على جاره بالسيف ورماه بالشرك» قال قلت يا نبي الله أيهما أولى بالشرك المرمي أو الرامي؟ قال «بل الرامي».

إسناد جيد والصلت بن بهرام كان من ثقات الكوفيين ولم يرم بشيء سوى الإرجاء وقد وثقه الإمام أحمد بن حنبل ويحيى بن معين وغيرهما [1]

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم پر اس شخص کا ڈر ہے جو قرآن پڑھے گا جب اس پر قرآن کی رونق آجائے گی اور اسلام کی چادر اس نے اوڑھ لی ہوگی تو اسے اللہ جدھر چاہے بھگا دے گا وہ اسلام کی چادرسے صاف نکل جائیگا اور اسے پسِ پُشت ڈال دے گا(بے پروائی کرے گا) اور اپنے پڑوسی پر تلوار چلانا شروع کردے گا اور اسے شرک سے مُتّہَم(جس پر الزام و تہمت لگائی جائے)و منسوب کردے گا(یعنی شرک کا فتویٰ لگائے گا)حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شرک کا زیادہ حقدار کون ہے؟شرک کی تہمت لگایا ہوا یا شرک کی تہمت لگانے والا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ شرک کی تہمت لگانے والا شرک کا زیادہ حقدار ہے ۔ یادرہے کہ یہ حدیث اور اس کی سند جید ہے اور صلت بن بہرام ثقہ(معتبر،سچّا)کوفی لوگوں میں سے ہے امام احمد بن حنبل و یحیٰی بن مُعِیْن اور دیگر حضرات نے اس کی توثیق(کسی پر اعتبار کرنے) کی ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ حدیث خود وہابیوں کے امام ابن کثیر (جو ابن تیمیہ کا دایاں ہاتھ ہے)نے اپنی معتبر تفسیر ابن کثیر میں روایت کی ہے۔

بابِ اوّل: احادیثِ طیّبہ

حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں یہ خوشخبری سنائی ہے ساتھ یہ مُژدہ بہار بھی سنایا کہ آپ کا امتی مجرم تو ہوسکتا ہے مشرک نہیں ہوسکتا ۔ چند دلائل و احادیث ملاحظہ ہوں:

[1] تفسير ابن كثير، سورة الأعراف:١٧٥، ٣/٤٥٩، دار الكتب العلمية، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى ١٤١٩ هـ م

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلاَتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ « إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللهِ لأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِى، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا [۲]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز شہدائے احد کی قبور پر تشریف لے گئے تو آپ نے ان کے حق میں دعا فرمائی جیسا کہ جنازہ پر دعا فرماتے تھے ۔ پھر آپ واپس تشریف لائے تو منبر پر رونق افروز ہوئے تو فرمایا بے شک میں تمہاری سیرابی کا انتظام کرنے والا تمہارا پیش رو ہوں اور میں تمہارا نگہبان وگواہ ہوں اور اللہ کی قسم میں اب بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور یقینا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں یافرمایا زمین کی کنجیاں عطا کردی گئیں اور اللہ ربُّ العِزّت کی قسم مجھے تمہارے بارے میں کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہوجاؤ گے لیکن مجھے خوف ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔

اس کے ساتھ عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ كَالْمُوَدِّعِ لِلأَحْيَاءِ وَالأَمْوَاتِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَإِنَّ عَرْضَهُ كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ إِلَى الْجُحْفَةِ إِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِى وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا وَتَقْتَتِلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ. قَالَ عُقْبَةُ فَكَانَتْ آخِرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى الْمِنْبَرِ. [۳]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے لئے دعا فرمائی گویا کہ آپ احیاء واموات (زندوں اور مردوں) کو الوادع فرمارہے تھے (پھر مدینہ طیبہ تشریف لا کر) منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش رو تمہاری سیرابی کا انتظام فرمانے والا ہوں اور وہ حوض اس قدر چوڑا ہے جیسا کہ مقامِ اَیلہ سے جُحْفہ کے درمیان فاصلہ ہے یقینا میں تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں رکھتا کہ تم میرے بعد مشرک ہوجاؤگے ۔ تمہارے متعلق دنیا کا ڈر ہے کہ تم اس میں رغبت کرجاؤ گے اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرکے ہلاک ہوگے جیسا کہ پہلے لوگ ہلاک ہوگئے ۔ حضرت عقبہ فرماتے ہیں کہ یہ آخری موقع تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منبر پر رونق افروز دیکھا۔

فائدہ:

مذکورہ حدیث شریف کی شرح میں امام نووی (علیہ الرحمۃ) المتوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں:

وَفِي هَذَا الْحَدِيث مُعْجِزَاتٌ لِرَسُولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛ فَإِنَّ مَعْنَاهُ الْإِخْبَار بِأَنَّ أُمَّته تَمْلِكُ خَزَائِنَ الْأَرْض، وَقَدْ وَقَعَ ذَلِكَ، وَأَنَّهَا لَا تَرْتَدُّ جُمْلَةً، وَقَدْ عَصَمَهَا اللّٰه تَعَالَى مِنْ ذَلِكَ، وَأَنَّهَا تَتَنَافَسُ فِي الدُّنْيَا، وَقَدْ وَقَعَ كُلُّ ذَلِكَ. [٤]

اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کئی معجزات ہیں۔

---

[۲] صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب الصَّلاَةِ عَلَى الشَّهِيدِ، الحديث، دار ابن كثير، سنة النشر ۱۴۲۲ھ م
الجامع الصحيح المسمى بصحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صلى الله عليه وسلم وَصِفَاتِهِ، الحديث، دار إحياء الكتب العربية

[۳] الجامع الصحيح المسمى بصحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صلى الله عليه وسلم وَصِفَاتِهِ، الحديث، دار إحياء الكتب العربية

[٤] شرح النووي علي مسلم، كتاب الفضائل، باب إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صلى الله عليه وسلم وَصِفَاتِهِ، الحديث، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية

(۱)اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی امت زمین کے خزانوں کی مالک بنے گی اور ایسا ہی ہوا۔

(۲)آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت مرتد نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے اسے بچائے رکھا۔

(۳)امت دنیا میں رغبت کرے گی آخر ایسا ہی ہوا۔

جس شمع توحید کو اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روشن فرمایا ہو اور پھر اپنے آخری خطبہ میں شرک سے حفاظتِ الٰہیہ کی نوید بھی سنا دی ہو اور اسے محدّثین(علمِ حدیث کا جاننے والا)عظام نے معجزاتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شمار کیا ہو تو کیا پھر بھی شک ہوسکتا ہے کہ معاذ اللہ آپ کی امت مشرک ہے جو بھی سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی ارشاد گرامی پر شک کرے اس جیسا کوئی بدبخت ہوسکتا ہے ہمارا تو عقیدہ ہے کہ زمین و آسمان ہزاروں بار تبدیل ہوسکتے ہیں لیکن حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منہ سے جوبات نکلتی ہے اس میں تبدیلی کا امکان بھی نہیں رہتا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ (پارہ ۲۷ سورہ نجم، آیت ۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے

جب حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اے اُمّتیو !تمہارے مشرک ہونے کا خطرہ نہیں تو پھر کوئی بدبخت ہی اس کے خلاف تصوّر کرسکتا ہے کہ کوئی امتی مشرک ہے ۔ اب ان کا کیا علاج جو تمام امت کو مشرک مشرک گردان(شمار کر) رہے ہیں وہ بھی مجبور ہیں اس لئے کہ حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی بھی غیبی خبر دی تھی ۔ اس کی تفصیل آئے گی ۔(ان شاء اللہ)

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلنَّاسِ أَلاَ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ مِنْ أَنْ يُعْبَدَ فِي بِلاَدِكُمْ هَذِهِ أَبَدًا وَلَكِنْ سَتَكُونُ لَهُ طَاعَةٌ فِيمَا تَحْتَقِرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَسَيَرْضَى بِهِ[5]

ترجمہ: حضرت سلیمان بن عمرو ابن احوص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اُنہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا آگاہ ہوجاؤ شیطان تمہارے شہر سے ہمیشہ کے لئے اس بات سے مایوس ہوچکا ہے کہ اس کی عباد ت کی جائے لیکن تمہارے بعض معمولی کاموں پر جن کو تم معمولی جانوگے اس کی اطاعت ہوتی رہے گی جس سے وہ خوش ہوگا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ، فَقَالَ: قَدْ يَئِسَ الشَّيْطَانُ بِأَنْ يُعْبَدَ بِأَرْضِكُمْ ، وَلَكِنَّهُ رَضِيَ أَنْ يُطَاعَ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِمَّا تُحَاقِرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ ، فَاحْذَرُوا يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَضِلُّوا أَبَدًا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . [6]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد فرمایا اس میں فرمایا کہ شیطان اس بات سے محروم ہوچکا ہے کہ تمہاری سرزمین میں اس کی عبادت(یعنی شرک)کیا جائے لیکن اس کے علاوہ دوسری (ایسی)باتوں میں اپنی پیروی کئے جانے پر راضی ہوگا جن باتوں میں تم اپنے اعمال کو حقیر جانوگے تو اس بات سے بچنا ۔ اے لوگو! میں تم میں وہ

---

[5]) سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب مَا جَاءَ دِمَاؤُكُمْ وَأَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ [illegible]، الحديث [illegible]، دار الكتب العلمية

[6]) المستدرك على الصحيحين للحاكم كتاب العلم فأما حديث عبد الله بن نمير [illegible]، الحديث [illegible]، دار المعرفة، سنة النشر [illegible]

چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھام لیا تو ہر گز گمراہ نہ ہوگے اور وہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَتَخَوَّفُ عَلَى أُمَّتِي الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ أَمَا إِنِّي لَسْتُ أَقُولُ يَعْبُدُونَ شَمْسًا وَلاَ قَمَرًا وَلاَ وَثَنًا وَلَكِنْ أَعْمَالاً لِغَيْرِ اللّٰهِ وَشَهْوَةً خَفِيَّةً[۷] (رواہ ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۳۱۰)

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت کے متعلق سب سے زیادہ خوف اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کا ہے ۔ خبردار میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سورج ، چاند اور بت کی پرستش کریں گے لیکن شرک باللہ تعالیٰ سے مراد غیر باری تعالیٰ کے لئے اعمال اور مخفی خواہشات و شہوات ہیں۔(ایسے افعال کے مرتکب ہوں گے جو ریاکاری پر مشتمل ہوں گے۔)

فائدہ: اس حدیث شریف میں حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واضح اعلان ہے کہ آپ کی امّت حقیقی شرک سے بالکل بیزار ہے ہاں شرکِ خفی(ریاکاری) میں مبتلا ہوسکتی ہے اور ریاء نہ حقیقی شرک ہے اور نہ کفر بلکہ گناہِ کبیرہ ہے اور وہ توبہ یا اُس (ربّ العالمین) کے فضل وکرم یا شفاعت یا دوسرے اسباب سے معاف ہوسکتا ہے ۔ مخالفین تو امت کو حقیقی شرک کے فتوؤں سے پریشان کررہی ہے یاد رہے کہ امّت کو شرک میں مبتلا کرنے سے شیطان بھی مایوس ہوچکا ۔ چند احادیث ملاحظہ ہو:

حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شیطان اس بات سے نااُمید ہوچکا ہے کہ جزیرہء عرب میں مسلمان اس کی عبادت کریں لیکن انہیں آپس میں بھڑکانے میں مشغول رہے گا۔[۸]

فائدہ: اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت علامہ علی قاری مکی قُدِّسَ سِرُّہٗ متوفی ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں جس کاترجمہ یہ ہے:

"کافی شراح "کے کلام کا خلاصہ پیش کیا ہے کہ شیطان کی عبادت سے مراد بت پرستی ہے کیونکہ شیطان ہی بت پرستی کا حکم دیتا ہے مگر شیطان اس بات سے مایوس ومحروم ہوچکا ہے کہ جریرہءِ عرب میں اس کی پرستش ہو لیکن اہلِ عرب میں جنگ وجدال بھڑکانے میں مشغول رہے گا توجس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو اسی طرح ہوالہٰذا یہ رسول اللہ کا معجزہ ہے۔"

اسی طرح شارح مسلم حضرت امام شیخ ابو زکریا یحیٰی بن شرف النووی قُدِّسَ سِرُّہٗ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں:

هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ مُعْجِزَاتِ النُّبُوَّةِ ، وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ ، وَمَعْنَاهُ : أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ أَهْلُ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ ، وَلَكِنَّهُ سَعَى فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهمْ بِالْخُصُومَاتِ وَالشَّحْنَاءِ وَالْحُرُوْبِ وَالْفِتَنِ وَنَحْوِهِ[۹]

ترجمہ: یہ حدیث معجزاتِ نبوت میں سے ایک معجزہ ہے ۔ جزیرہءِ عرب کا بیان تو پہلے ہوچکا ہے اس حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ شیطان اس بات سے محروم ومایوس ہوچکا ہے کہ جزیرہءِ عرب والے اس کی عبادت کریں گے لیکن وہ ان کے درمیان لڑائیاں ، جھگڑے اور فتنہ و فساد برپا کرنے کی کوشش کرتا رہے گا۔

فائدہ: محدثین عظام تو اسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ قرار دے رہے ہیں ۔

---

۷) سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ، الحديث، المكتبة العلمية

۸) الجامع الصحيح المسمى بصحيح مسلم ،كتاب صفة القيامة والجنة والنار ، باب تحريش الشيطان وبعثه سراياه لفتنة الناس وأن مع كل إنسان قرينا، الحديث ، دار إحياء الكتب العربية

۹) شرح النووي علي صحيح مسلم ،كتاب صفة القيامة والجنة والنار ، حديث تَحْرِيش الشَّيْطَان وَبَعْثَهُ، الحديث، دار إحياء التراث العربي –بيروت،الطبعة: الثانية

امام نووی ٦٧٦ھ ساتویں صدی ہجری تک اور علامہ علی قاری مکی متوفی ١٠١٤ھ گیارہویں صدی ہجری تک اس معجزہءِ مبارکہ کو حق و صداقت پر مبنی مانتے چلے آرہے ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ امام نووی علیہ الرحمہ کے دور ساتویں صدی تک اور امام علی قاری علیہ الرحمۃ کے دور گیارہویں صدی تک جزیرہءِ عرب میں بت پرستی نہیں ہوئی البتہ لڑائیاں اور فتنہ و فساد برپا ہوا نیز مُصَلِّیْن سے مراد مومنین ہیں جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں نمازیوں کے قتل سے منع کیا ہے اور یہ نام اس لئے دیا گیا کہ نماز اعمال میں اشرف ہے اور ایمان پر دلالت کرنے والے افعال میں سے زیادہ ظاہر ہے تو حدیث شریف کے معنی یہ ہوں گے کہ شیطان اس بات سے مایوس ہوچکا ہے کہ جزیرہ عرب میں اہلِ ایمان پھر بت پرستی کی طرف لوٹ آئیں یا اس کے شرک کی طرف پھر آئیں گے۔

سوال: مسیلمہ کذّاب ،مانعین زکوۃ اور دوسرے کئی لوگ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد مرتد ہوگئے تھے؟

جواب: وہ مرتد تو ہوئے تھے مگر پھر بھی انہوں نے بت پرستی نہیں کی تھی۔ (جس کی حدیث شریف میں خبر دی گئی ہے۔)

سوال: اس جواب میں یہ بات (پھر بھی باقی رہ) رہی ہے کہ شیطان کی دعوت تو کفر کی تمام اقسام کی طرف ہے نہ کہ صرف بت پرستی کی طرف۔

جواب: حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

أَنَّ الْمُصَلِّينَ لَا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الصَّلَاةِ، وَعِبَادَةِ الشَّيْطَانِ كَمَا فَعَلَتْهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى [١٠]

ترجمہ: مومنین نماز اور شیطان کی عبادت کو جمع نہیں کریں گے (یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ نماز بھی پڑھیں اور بت پرستی بھی کریں)۔

جزیرہءعرب کی تفصیل اور دیگر فوائد ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

أَيْ: أَيِسَ الشَّيْطَانُ أَنْ يُعْبَدَ فِيهَا لَكِنْ طَمِعَ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَ سَاكِنِيهَا، وَكَانَ كَمَا أَخْبَرَ فَكَانَ مُعْجِزَةً لَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ۔ [١١]

حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ ذیشان حرف بحرف صحیح ثابت ہوا اور چونکہ یہ معجزہ دائمی ہے لہٰذا آئندہ بھی جزیرہ عرب میں شرک وبت پرستی ہر گز ہرگز نہیں ہوسکے گی ورنہ آپ کے ارشادِ مبارک کی تکذیب لازم آئے گی (العیاذباللہ) جوکہ آپ کے منصبِ رسالت کے منافی ہے۔

حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امّت کو جن فتنوں سے خبردار فرمایا ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد تک فتنہ شرک کا نام ونشان تک نہیں البتہ فتنہ مال کا ذکر بکثرت موجود ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

عَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ». قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ [١٢] (رواہ الترمذی جلد ٢ صفحہ ٥٧)

---

[١٠]) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب في الوسوسة ١/١٤١، الحديث ٧٢، دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢ھ ٢٠٠٢م

[١١]) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب في الوسوسة ١/١٤١، الحديث ٧٢، دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢ھ ٢٠٠٢م

ترجمہ: یعنی شیطان اِس بات سے مایوس ہوچکا ہے کہ جزیرہ عرب میں اِس کی عبادت کی جائے لیکن ان کو ایک دوسرے کے خلاف اُکسانے اور لڑوانے کی کوشش ضرور کرے گا اور جیسا حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا ایسا ہی ہوا اور یہ حضور علیہ السلام کا عظیم معجزہ تھا۔ مدنی

[١٢]) سنن الترمذی، كتاب الزهد، باب مَا جَاءَ أَنَّ فِتْنَةَ هَذِهِ الأُمَّةِ فِي الْمَالِ ٤/١٥٦، الحديث ٢٣٣٦، دار الكتب العلمية

ترجمہ: حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر امت کے لئے کوئی نہ کوئی فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے امام ابو عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں بھی مال کے فتنہ سے ڈرایا گیا ہے اگر شرک کا فتنہ ہوتا تو اس کا ذکر زیادہ ضروری تھا فتنۂ مال اور فتنۂ شرک کا تقابل کیا جائے تو فتنۂ شرک کے سامنے فتنہ مال کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اگر اس امت مرحومہ نے بفرضِ محال (ایسی شے کا تصوّر وخیال کرنا جس کا ہونا ممکن ہو) فتنہ شرک میں مبتلا ہونا ہوتا تو آپ فتنہ مال کے بجائے فتنہ شرک کا ذکر فرماتے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں فرمایا۔

عن عياض بن عبدالله بن سعد أنه سمع أبا سعيد الخدري يقول : قام رسول الله صلى الله عليه و سلم فخطب الناس فقال لا والله ما أخشى عليكم أيها الناس إلا ما يخرج الله لكم من زهرة الدنيا الخ[١٣]

ترجمہ: حضرت عیاض بن عبد اللہ بن سعد سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ عزوجل کی قسم مجھے تمہارے بارے میں کوئی خطرہ نہیں مگر یہی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے دنیا کی تروتازگی ظاہر فرمادے گا۔ (آگے بھی حدیث کے الفاظ ہیں۔)

فائدہ: اس حدیث شریف سے واضح ہورہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کی رغبت کو فتنہ قرار دے رہے ہیں جس میں امت نے مبتلا ہونا تھا۔ شرکِ اکبر بت پرستی کے متعلق کچھ نہیں فرمارہے بلکہ سابقہ مذکورہ احادیث طیبہ کے مطابق شرک سے امت کی پاک دامنی بیان فرمارہے ہیں اگر آپ کی امت نے شرک میں ہی مبتلا ہونا ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا خطرہ ضرور ظاہر کرتے کیونکہ بڑا جرم چھوڑ کر چھوٹا جرم بیان کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

شرک کا مفتی: محمد بن عبدالوہاب نے حرمین شریفین پر قبضہ جمانے کے لئے شرک کا فتویٰ جاری کیا کیونکہ نجدیوں سے قبل وہاں ہاشمی خاندان کے ایک فرد شریفِ مکہ کی حکومت تھی جن کے خلاف انہوں نے شرک کا فتویٰ لگا کر انہیں واجب القتل اور ان کے اموال کو لوٹنا مباح قرار دیا۔ ایک موقع پر جب نجدیوں نے شب خون مار کر ہاشمی فوج کے ایک صد کم (ایک سو کم) پانچ ہزار افراد کو تہہ و تیغ (قتل) کر دیا اور ابن سعود نے جو الفاظ کہے وہ ان کی بدباطنی کا آج بھی اعلان کررہے ہیں اس نے کہا "اللہ نے یہ بارِ شاقّہ (مشکل، سختی) مجھ پر ڈالا ہے، مشرکین کو راہِ راست پر لانے کی ذمہ داری میرے مقدر (حوالے) کردی گئی ہے۔ کاش میں ایک معمولی سپاہی ہوتا۔" (سوانح ابن سعود، صفحہ ۱۱۷)

مندرجہ بالا عبارت "مشرکین کو راہِ راست پر لانے کی ذمہ داری میرے مقدر کردی گئی" پر غور کی ضرورت ہے کہ اس نے وہابیانہ عقیدہ کے مطابق قریشی ہاشمی فوج کو مشرک واجب القتل بالفاظ دیگر مرتد قرار دے دیا حالانکہ یہ فتویٰ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کھلی بغاوت ہے کیونکہ آپ نے فتح مکہ کے بعد قریش کو حرم میں قتل کرنے سے منع فرمایا تھا چنانچہ فرمایا:

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُطِيعٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ «لاَ يُقْتَلُ قُرَشِىٌّ صَبْرًا بَعْدَ هَذَا الْيَوْمِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. [١٤]

---

[١٣] سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب فِتْنَةِ الْمَالِ، الحديث، المكتبة العلمية

الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب تَخَوُّفِ مَا يَخْرُجُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا، الحديث، دار إحياء الكتب العربية

الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ،كتاب الجهاد والسير ، باب لاَ يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ صَبْرًا بَعْدَ الْفَتْحِ ، الحديث ، دار إحياء الكتب العربية

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مطیع اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے روز فرماتے ہوئے سنا کہ آج کے بعد کوئی قریشی باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۔

فائدہ: اس کی شرح میں حضرت علامہ قاری مکی علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں:

وَالْمَعْنَى أَنَّهُ لَا يُوجَدُ قُرَشِيٌّ مُرْتَدًّا فَيُقْتَلُ ، وَيُؤَيِّدُهُ مَا وَرَدَ مِنْ أَنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ[15]

ترجمہ: اس حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ کوئی قریشی مرتد نہ ہوگا کہ اسے قتل کیا جائے ۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ شیطان اس بات سے مایوس ہوچکا ہے کہ جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کی جائے۔

اور شرح مسلم علامہ امام نووی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاء : مَعْنَاهُ الْإِعْلَام بِأَنَّ قُرَيْشًا يُسْلِمُونَ كُلُّهمْ ، وَلَا يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ كَمَا ارْتَدَّ غَيْرُهمْ بَعْدَهُ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ حُورِبَ وَقُتِلَ صَبْرًا . وَلَيْسَ الْمُرَادُ أَنَّهُمْ لَا يُقْتَلُونَ ظُلْمًا صَبْرًا . فَقَدْ جَرَى عَلَى قُرَيْش بَعْد ذَلِكَ مَا هُوَ مَعْلُوم . وَاَللَّه أَعْلَمُ .[16]

ترجمہ: علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ تمام کے تمام قریشی مسلمان ہوجائیں گے اور ان میں سے کوئی مرتد نہ ہوگا جیساکہ دوسرے لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہوگئے جن سے لڑائی کی گئی اور انہیں باندھ کر قتل کردیاگیا ۔ اور یہ مراد نہیں کہ انہیں (قریش کو) ظلم کرتے ہوئے باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ قریش پر ایسے حالات گذرے ہیں جو کہ معلوم ہیں۔واللہ اعلم

نجدیوں کا اعتراف: نجدیوں نے واضح الفاظ میں اعتراف کیا ہے کہ ہم نے یہ قتل وغارت گری اہلِ حرمین کے شرک کی وجہ سے کی چنانچہ شیخ محمد بن عبدالوہاب تمیمی نجدی متوفی۱۲۰۶ھ کی کتاب" التوحید" کی شرح "فتح المجید" صفحہ ۸ میں شیخ عبدالرحمن بن حسن آل الشیخ متوفی۱۲۸۵ھ نے لکھا:

فهذا أمر لا يؤمن الوقوع فيه. وقد وقع فيه الأذكياء من هذه الأمة بعد القرون المفضلة فاتخذت الأصنام وعبدت, فالذي خافه الخليل عليه السلام على نفسه وبنيه وقع فيه أكثر الأمة بعد القرون المفضلة, فبنيت المساجد والمشاهد على القبور, وصرفت لها العبادات بأنواعها, واتخذ ذلك دينا, وهي أوثان وأصنام كأصنام قوم نوح واللات والعزى ومناة وأصنام العرب وغيرهم. فما أشبه ما وقع في آخر هذه الأمة بحال أهل الجاهلية من مشركي العرب وغيرهم, بل وقع ما هو أعظم من الشرك في الربوبية مما يطول عده۔[17] (موسوعۃ توحید رب العبید، کتاب فتح المجید شرح التوحید، جلد۲، صفحہ ۱۴۱)

ترجمہ: شرک ایسا معاملہ ہے کہ اس میں مبتلاہونے سے بے خوف نہیں رہا جاسکتا ۔ قرونِ مفضّلہ(صحابہ وتابعین علیہم الرضوان) کے دور کے بعد اس امت کے بصیرت والے لوگ اس میں مبتلا ہوگئے تو انہوں نے بت تراش کر ان کی پوجا شروع کردی جس بات کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی ذات اور اپنی اولاد کے بارے میں خطرہ تھا اس امت کی اکثریت قرونِ خیر (صحابہ وتابعین علیہم الرضوان کے دور)کے بعد اس میں مبتلا ہوگئی ۔

---

[14]) سوانح حیات سلطان ابن سعود ازسید سردار محمد حسنی، سلسلہ مشاہیر اسلام نمبر۱ ،باب ہژدھم: عرب میں حکومت انگلشیہ کی پالیسی، ص۱۱۷، جالندھر، ۱۹۳۶ء، اشاعتِ اول

[15]) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب قريش وذكر القبائل، الفصل الثالث، الحديث، دار الفكر، بيروت –لبنان، الطبعة: الأولى

[16]) شرح النووي علي صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب فتح مكة، قوله (فبعث الزبير على إحدى المجنبتين)، الحديث، دار إحياء التراث العربي –بيروت، الطبعة: الثانية

[17]) فتح المجيد شرح كتاب التوحيد، باب الخوف من الشرك، ص، الحديث، دار الكتب العلمية –بيروت

انہوں نے قبروں پر مساجد ومُشاہِد(جس کا مشاہدہ کیا جائے) تعمیر کر لئے اور ہر قسم کی عبادت ان کی طرف پھیر دی اور اس کو دین قرار دے لیا اور یہ ایسے ہی اصنام واوثان (بُت)ہیں جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے لات و عزیٰ و مناۃ اور اہل عرب و غیر عرب کے بت تھے ۔ اس امت میں عرب وغیر عرب کے مشرکین کی سی کیفیت پیدا ہوگئی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ربوبیت میں شرک کے مرتکب ہوگئے جس کی داستان طویل ہے۔

تفصیل خود انکی اپنی تصانیف ہیں کہ انہوں نے فتویٰ شرک لگا کر کیسے اور کتنے مسلمانوں کو بے دردی سے ذبح کیا۔

تفصیل کے لئے دیکھئے "تاریخ نجد وحجاز" مطبوعہ لاہور پاکستان مصنّف علّامہ عبدالقیّوم ہزاروی علیہ الرحمہ۔

معجزہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: نجدیوں کا مسلمانوں کو مشرک کہنا بھی حضوراکرم کا معجزہ ہے چنانچہ بخاری شریف میں ہے:

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ) . وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللَّهِ وَقَالَ إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ . [۱۸]

ترجمہ: اور اللہ عزوجل کا ارشاد "اور اللہ کی شان نہیں کہ گمراہ ٹھہرا دے کسی قوم کو بعد اس کے کہ ہدایت دی اس نے ان کو حتی کہ بیان کرے ان کے لئے وہ چیز جس سے کنارہ کش ہیں" اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان (خارجیوں) کو اللہ کی تمام خلقت(مخلوق) میں سب سے بُری مخلوق سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بے شک ایسی آیتوں کو جو کفار کے متعلق نازل ہوئیں انہیں وہ(خارجی لوگ) اہلِ ایمان پر چسپاں کریں گے۔

فائدہ: یہ حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے چنانچہ امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ

وصله الطبري في تهذيب الآثار في مسند علي. وعند مسلم من حديث أبي ذر مرفوعا[۱۹] (قسطلانی شرح بخاری جلد ۱۰ صفحہ ۴)

ترجمہ: امام طبری نے اس کی سند کو تہذیب الآثار میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسند تک بیان کیا ہے اور مسلم کے نزدیک ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

انتباہ: محمد بن عبدالوہاب اور اس کے ہمنوا غیر مقلدین اور دیوبندی وغیرہم کا بتوں والی آیات کو انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرنے پر ان کی تصانیف شاہد ہیں جن سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے ایسے بدنصیبوں کے ظہور کی غیبی خبر دی تھی اور وہ اسی طرح ہیں جیسے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نمونے: "جو شخص مُردوں(انبیاء واولیاء) سے دعائیں مانگتا (یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ شیئاً لِلّٰہ کہتا ہے)، اُن سے ضرورتوں کو پورا کرنے اور مصیبتوں کو دور کرنے کی درخواست کرتا ہے تو وہ کافر ومشرک ہے،

[۱۸] صحيح البخارى ،كتاب استتابة المرتدين ،باب قَتْلِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِينَ بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ، دار ابن كثير، سنة النشر ھ م

[۱۹] إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري،كتاب استتابة المرتدين ،باب قَتْلِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِينَ بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ،الحديث، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان الطبعة: الأولى ھ م

اُس کا خون (بہانا) اور مال (لوٹنا) حلال ہے اگرچہ وہ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) " کہتا ہے، نمازیں پڑھتا اورروزے رکھتا ہےاور اپنے آپ کو مسلمان بھی سمجھتا ہے۔"[20](محمد بن عبدالوہاب ،صفحہ ۱۶۱)

ویسے تو نجدی وہابی اپنے مختصر فرقہ کے سوا تمام اہلِ اسلام کی تکفیر کرتے ہیں مگر جو اکابر اولیائے امّت میں اتنے زبردست ہوئے ان کے معاملے میں وہابی کچھ لحاظ نہیں کرتے ۔ چنانچہ مذکور ہے : قد كفّر الشيخ ابن العربي وابن الفارض وامثالهما[21] (کتاب محمد بن عبدالوہاب ،صفحہ ۱۵۴)

ترجمہ: بے شک ابن عبدالوہاب نے حضرت ابن عربی وابن فارض اور ان جیسے دیگر اولیاءِ امت و بزرگانِ دین کی بھی تکفیر کی۔

خود محمد بن عبدالوہاب کی کتاب التوحید کے متعدد مقامات میں مسلمانوں کو کافر ، مشرک ، بدعتی اور خدا جانے کیا کیا بنایا گیا ہے مثلاً کہا کہ:

(إن أعداء الله لهم اعتراضات كثيرة على دين الرسل، يصدون بها الناس عنه، منها قولهم: نحن لا نشرك بالله، بل نشهد أنه لا يخلق، ولا يرزق ولا ينفع، ولا يضر إلا الله وحده لا شريك له. وأن محمداً صلى الله عليه وسلم لا يملك لنفسه نفعاً، ولا ضراً، فضلاً عن عبد القادر أو غيره، ولكن أنا مذنب والصالحون لهم جاه عند الله وأطلب من الله بهم. فجوابه هو أن الذين قاتلهم رسول الله صلى الله عليه وسلم مقرّون بما ذكرت، ومقرّون أن أوثانهم لا تدبر شيئاً وإنما أرادوا الجاه، والشفاعة[22]

ترجمہ: دشمنانِ خدا کے بہت سے اعتراضات ہیں جو انہوں نے رسولوں کے دین پر کیے ہیں جن سے وہ لوگوں کو بہکاتے ہیں ان کا ایک اعتراض یہ ہے کہ ہم خدا کے ساتھ شرک نہیں کرتے بلکہ گواہی دیتے ہیں کہ خدا کے سوا پیدا کرنے ، نفع اور نقصان پہنچانے والا کوئی نہیں ، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں چہ جائیکہ (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وغیرہ) کے لئے یہ وصف ثابت ہو لیکن چونکہ میں گنہگار ہوں اور اللہ کے نزدیک صلحاء کا بڑا مرتبہ ہے اس لئے میں ان کے طفیل سے خدا سے حاجات طلب کرتا ہوں۔ پس تو اس اعتراض کا جواب یہ دے کہ گذر چکا کہ اے معترض جس کاتونے ذکر کیا، اس کا وہ لوگ (مشرک) بھی اقرار کرتے تھے جن کے ساتھ رسول اللہ نے جہاد کیا تھا وہ اقرار کرتے تھے کہ ان کے بت کسی چیز کے مدبر نہیں اور وہ (تیری طرح)جاہ اور شفاعت کا ارادہ رکھتے ہیں۔

عالم اسلام کے مشہور فتاویٰ شامی کا فتویٰ ملاحظہ ہو:

كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي أَتْبَاعِ ابنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوا يَنْتَحِلُونَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ ، لَكِنَّهُمْ اعْتَقَدُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُونَ وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُونَ ، وَاسْتَبَاحُوا بِذَلِكَ قَتْلَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ

---

[20] محمد بن عبدالوہاب ایک مظلوم اور بدنام مصلح از مسعود عالم ندوی، تکفیر و قتال مسلمین، ص ۱۵۲، فیصل ایڈیشن، فیصل اکیڈمی لائلپور، مئی ۱۹۷۵ء

[21] محمد بن عبدالوہاب ایک مظلوم اور بدنام مصلح از مسعود عالم ندوی، سب سے پہلا مفتری، ص ۱۴۶، فیصل ایڈیشن، فیصل اکیڈمی لائلپور، مئی ۱۹۷۵ء

[22] دعاوى المناوئين لدعوة الشيخ محمد بن عبد الوهاب ، الباب الثاني : الشبهات المثارة حول دعوة الشيخ مع بيان الحق في ذلك ، الفصل الثالث : منع الاستشفاع بالنبي صلى الله عليه وسلم ، ص[illegible]، دار الوطن، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى[illegible]هـ

مجموعة التوحيد، ص[illegible]، مطبوعه ام القریٰ، مکہ معظمہ [illegible]ھ بحکم ابن سعود

حَتّٰی کَسَرَ اللہُ تَعَالٰی شَوْکَتَھُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَھُمْ وَظَفِرَ بِھِمْ عَسَاکِرُ الْمُسْلِمِینَ عَامَ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِینَ وَمِائَتَیْنِ وَأَلْفٍ. [۲۳](ردالمحتار جلد ۳)

ترجمه: جیسے کہ ہمارے زمانہ میں محمد بن عبدالوہاب کے ماننے والوں کا واقعہ ہوا کہ یہ لوگ نجد سے نکلے اور مکہ و مدینہ پر غلبہ کرلیا اپنے آپ کو حنبلی کہلاتے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ہم ہی مسلمان ہیں اور جو ہمارے عقائد کے خلاف ہیں وہ مشرک ہیں اسی لئے انہوں نے اہلِ سنت و جماعت کا قتل جائز سمجھا اور علمائے اہلِ سنت کو قتل کرنا جائز قرار دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہابیوں کی شوکت توڑدی اور ان کے شہروں کو ویران کردیا اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی یہ ۱۲۳۳ھ کا واقعہ ہے۔

فائده: اس سے واضح ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہی ہے کہ مشرک گر(مشرک بنانے والا) گروہ پیدا ہوگا اور وہ دنیا نے آنکھوں سے دیکھا اور دیکھ رہے ہیں کہ مشرک گر گروہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔

دوسرا معجزه: حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے وصالِ پاک کے بعد سے قیامت تک کے حالات کہیں تصریحات اور کہیں اشارات وکنایات کے ساتھ بیان فرمائے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے کیا ہوگا فرمایا یمن کی طرف سے ایک نرم ولطیف ہوا چلے گی جس میں تمام اہلِ ایمان فوت ہوجائیں گے اور بعد میں لوگ پھر مشرک ہوجائیں گے لات وعزیٰ کے پجاری بن جائیں گے اور قبیلوں کے قبیلے شرک کی غلاظت سے لت پت ہوجائیں گے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ورودِ مسعود(آنے،معزّز لوگوں کے آمد کی خبر کے لئے احتراماًیہ محاورہ بولا جاتا ہے۔) اور قیام تک امت مرحومہ شرک سے پاک رہے گی ۔صحاح ستہ کی معتبر ترین کتاب مسلم شریف ودیگر کتب احادیث مبارکہ کی روایت فقیر اوراقِ گذشتہ میں لکھ چکا ہے۔

تیسرا معجزه: مشرک گر گروہ کا ظہور ہوگا اس کے متعلق اسی کتابچہ کے اوّل میں روایت عرض کردی ہے۔

چوتھا معجزه: حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نجدی فتنہ کی بھی خبر دی جیساکہ حدیث نجد مشہور ہے۔

آخری فیصله

احادیث مبارکہ میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر فتنے کی خبر دی شرک کے فتنے کی کوئی خبر احادیث میں نہیں ملتی سوائے اسی کے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زمانہ سے کچھ پہلے ہوگا تواسے عیسیٰ علیہ السلام آکرمٹائیں گے بلکہ الٹا ان مشرک گر گروہ کی نہ صرف خبر بلکہ ان کی علمی ،عملی اور جسمانی نشانیاں بھی واضح طور پر بتائیں جن کی تفصیل فقیر نے "الاحادیث النبویه فی علاماتِ الوھابیه"میں عرض کردی ہیں۔

مشرک گری کی تاریخ: سب سے پہلے منافقون نے حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شرک کا فتویٰ لگایا ۔

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ (پارہ۵،سورہ النساء،آیت ۸۰)

ترجمه کنزالایمان: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

مروی ہے کہ جب حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اور جو میری اطاعت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے ۔ یہ حکم سن کر منافقین نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشرک ہوگئے اس لئے کہ وہ

---

[۲۳]) حاشیة ابن عابدین = رد المحتار ،کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ الْبُغَاةِ۴/۲۶۲، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانیة ۱۳۸۶ھ ۱۹۶۶ م

غیر اللہ سے روکتے ہیں اور پھر وہ خود خدا بننے کی کوشش کرتے ہیں وہ ہمیں نصاریٰ کی طرح شرک میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں کہ جیسے انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنایا ایسے ہم انہیں بنالیں ان کے رد میں یہی آیت شریف نازل ہوئی۔[۲۴]

فائدہ: غور فرمایئے شرک کی جو علّت منافقوں نے بتائی دورِ حاضرہ اور ان کے پیشتر نجدی اسی کو علت بناکر مسلمانوں پر مشرک کا فتویٰ لگارہے ہیں۔

قسمت اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا: اہلِسنّت خوش بخت ہیں کہ ان پر شرک کا فتویٰ لگایا گیا تو انہیں اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنّت نصیب ہوئی اور جو لوگ شرک کا فتویٰ لگارہے ہیں انہیں یہ فتویٰ مبارک کہ انہیں منافقین کی وراثت نصیب ہوئی۔

حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کافروں ومنافقوں نے بدعتی کہا: خازن میں ہے:

إن الكفار والمنافقين كانوا إذا سمعوا حسدوا المسلمين على ذلك فدخلوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقالوا: يا محمد لقد أبدعت شيئاً لم يسمع بمثله فيما مضى من الأمم قبلك فإن كنت تدعي النبوة فقد خالفت الأنبياء قبلك ولو كان فيه خير لكان أولى الناس به الأنبياء فمن أين لك صياح كصياح العير فما أقبح هذا الصوت وما أسمج هذا الأمر؟ فأنزل الله عز وجل: { ومن أحسن قولاً ممن دعا إلى الله } الآية وأنزل { وإذا ناديتم إلى الصلاة اتخذوها هزواً ولعباً }[۲۵]

ترجمہ: بے شک کفار ومنافقوں نے جب اذان سنی تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم نے بدعت نکالی ہم نے تمہارے سے پہلے ایسے کلمات نہیں سنے حالانکہ پہلے بھی امتیں گزری ہیں ان میں یہ بدعت نہ تھی آپ نے اگر نبوت کا دعویٰ کرنا تھا تو سابقہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت تو نہ کی ہوتی اگر اسی (اذان) میں کوئی چیز و بھلائی ہوتی تو اس کے زیادہ مستحق سابقہ انبیاء علیہم السلام ہوتے تو نے یہ اونٹوں والی اور نہایت ہی قبیح آواز کے کلمے کہاں سے نکال لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں دو آیتیں نازل فرمائیں:"وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا[۲۶]" اور "وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ"[۲۷]

فائدہ: ناظرین کرام غور فرمائیں کہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کون بدعتی کہہ رہا ہے اور کیوں۔۔۔؟؟؟ اگر آج یہ لوگ اہلِسنّت سنت کو بدعتی اور مشرک کہتے ہیں تو مجبور ہیں کہ انہیں اپنے بڑوں کی وراثت مجبور کرتی ہے اوراہلِسنّت کو مبارک کہ انہیں وہی کہا جارہاہے جو ان کے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہا گیا۔

حضرت عثمان وعلی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما بدعتی ومشرک (معاذ اللّٰہ):

حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد عہد عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں خوارج نے سر اُٹھایا اور اسلامی دعویٰ کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شخصیت کو مشرک اور بدعتی کہا اور انہیں شہید کرنے والے بھی یہی لوگ ہیں اگرچہ ان کا لقب خارجی

---

[۲۴]) تفسير البغوي، سورة النساء، تفسير قوله تعالى "من يطع الرسول فقد أطاع الله ومن تولى فما أرسلناك عليهم حفيظا" ۸۲، دار طيبة

[۲۵]) لباب التأويل في معاني التنزيل المعروف تفسير الخازن، سورة المائدة ۵۷، دار الكتب العلمية –بيروت، الطبعة: الأولى ۵ھ

حاشيه جلالين، پاره۶، تحت آيت "وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ" الخ، اصح المطابع الكراتشي

[۲۶]) وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۳﴾ (پ۲۴، السجدہ، آیت ۳۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔

[۲۷]) وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ (پ۶، المآئدہ، آیت ۵۷)

ترجمہ کنزالایمان: اور جب تم نماز کے لئے اذان دو تواسے ہنسی کھیل بناتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ نرے بے عقل لوگ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں پڑا اورانہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بغاوت کی انہیں بھی مشرک وبدعتی کہا ۔[۲۸]

اس کی تفصیل فقیر نے کتاب "ابلیس تا دیوبند" میں لکھی دی ہے۔

منافقین خوارج تانجد: یہ فتویٰ مشرک وبدعتی گر کہاں سے کہاں تک ہے فقیر نے ثابت کر دکھلایا کہ خود حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پھر صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ سے آج تک کے مسلمانوں کی اکثریت پر شرک کا فتویٰ لگایا جارہاہے ۔ واضح ہوا کہ جن افعال کو شرک کہا جارہاہے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے تمام حضرات شروع سے آخر تک عقائد ومعمولات پر چلے آئے ہیں ماسوا ان معدودِچند(گنتی کے چند لوگ) کے جو سوادِ اعظم اہلِسنّت وجماعت سے جدا ہوگئے اور حدیث طیبہ کے مصداق ہیں ۔ حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ ، فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ[۲۹]

ترجمہ: بڑی جماعت کی اتباع کرو کیونکہ جو سوادِ اعظم (بڑی جماعت سے) جدا ہوا وہ دوزخ میں ڈال دیا گیا۔

باب دوم: شرک کی تعریف اوراصل معنی

شرک کیا ہے؟: جب تک شرک کی تعریف ذہن میں نہ ہو اس وقت تک فیصلہ نہ ہوگا۔

لغوی معنی: لغت میں شرک ساجھا پن کو کہتے ہیں قرآن مجید میں ہے : أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ (پارہ ۲۶ سورہ الاحقاف، آیت ۴)

ترجمہ کنزالایمان: آسمان میں ان کا کوئی حصّہ ہے

اسی سے ہے بیع الشرکۃ کہ دو حصہ دار آپس میں تب شریک ہوسکتے ہیں جب دونوں ملکیت و اختیار وتصرف میں برابر کے ہوں۔

اسلامی معنی: شرح عقائد نسفی میں ہے جو تمام دینی مدارس میں پڑھائی جاتی ہے اور عقائد اہلِسنّت کی مستند کتاب ہے:

الاشراك هو إثبات الشريك في الألوهية بمعنى وجوب الوجود، كما للمجوس، أو بمعنى استحقاق العبادة كما لعبدة الأصنام ،[۳۰](شرح عقائد نسفی صفحہ۲۰۱)

ترجمہ: شرک کا یہ مطلب ہے کہ الوہیت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ثابت کیا جائے ۔(الوہیت میں شریک ثابت کرنا) یاتوواجب الوجود کے معنیٰ میں ہے (یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجوب ہے اِسی طرح کسی اور کو واجب الوجوب ماننا) جیسا کہ مجوسیوں کا عقیدہ ہے یا (الوہیت میں شریک ثابت کرنا) عبادت کے مستحق (حق دار) ہونے کے معنیٰ میں ہے جیسا کہ بت پرستوں کاعقیدہ ہے۔

(یعنی حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات عبادت کے لائق ہے لہٰذا کسی اور کی عبادت کرنا یاغیر کی عبادت کو جائز سمجھنا شرک فی العبادت ہے۔)

علامہ نسفی علیہ الرحمہ کی مذکورہ بالا تصریح سے یہ معلوم ہوا کہ الوہیت کے دو معنی ہیں ۔

(۱)واجب الوجود ہونا (۲)عبادت کا حقدار ہونا۔

---

[۲۸]) مجموع الفتاوى لابن تيمية، كتاب الجهاد، دار الكتب العلمية – بيروت م

حاشيه جلالين، پارہ۶، تحت آیت "وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلوٰةِ"الخ، اصح المطابع الكراتشي

[۲۹]) مشكاة المصابيح لتبريزي، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، الحديث []، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة

[۳۰]) شروح و حواشي العقائد النسفية لأهل السنة و الجماعة الأشاعرة و الماتريدية، افعال العباد بين الجبر والإختيار، دار الكتب العلمية م

نیز شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو واجب الوجود یا مستحق عبادت مان لیا جائے اور توحید یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو الٰہ یعنی واجب والوجود اور مستحق عبادت مانا جائے اور اس کے سوا سب سے الٰہ یعنی واجب الوجود اور عبادت کے مستحق ہونے کی نفی کی جائے۔

۱؎ واجب الوجود وہ ذات جس کا عدم (نہ ہونا) محال ہو اور وجود (ہونا) ضروری ہو۔ تعلیم المنطق و نصاب المنطق وغیرہ

واجب الوجود وہ بے نیاز ذات ہے جو کسی بھی چیز کی محتاج نہ ہو جبکہ باقی تمام مخلوقات و ہر ہر چیز اپنے وجود میں اور باقی رہنے میں اُسی کی محتاج ہو اور وہ صرف اللہ کی ذات ہے۔ مدنی

قرآن مجید میں اس معنی کی تصدیق موجود ہے فرمایا:

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o (پارہ ۱ سورہ البقرہ، آیت ۲۲)

ترجمہ کنزالایمان: تو اللہ کے لئے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ۔

دراصل وہی ہے جو برابر بالمقابل برابر کا ہو اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ (پارہ ۷ سورہ الانعام، آیت ۱)

ترجمہ کنزالایمان: سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی اس پر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

اس آیت میں کفار کے شرک کی علّت یہی بتائی ہے کہ وہ اپنے بتوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر کا شریک مانتے ہیں جیسا کہ لفظ 'عدل' اس کا شاہد ہے اس لئے کہ لفظِ 'عدل' میں برابری ضروری ہے اور فرمایا ان کافروں سے قیامت میں ان سے جہنم کی سزا کا موجب پوچھا جائے گا تو کہیں گے:

تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ o اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o (پارہ ۱۹، سورہ الشعراء، آیت ۹۷،۹۸)

ترجمہ کنزالایمان: خدا کی قسم بیشک ہم کُھلی گمراہی میں تھے جبکہ تم کو رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔

مثلاً کسی کو خدا کا جز مانا جائے یا ہم جنس ہونے کا دعویٰ کیا جائے جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور فرشتوں کے بارے میں مشرکین عرب کا عقیدہ تھا کہ وہ خدا کی بیٹیاں ہیں اور اولاد باپ کی ہم جنس ہوتی ہیں لٰہذا خالق و مخلوق کو ہم جنس ماننا اس لئے شرک ہے کہ ہم جنس ماننا برابری کی مانند ہے۔

فیصلہ حق: اس مختصر تحقیق کے بعد فقیر پورے وُثوق سے کہتا ہے کہ خواص تو خواص بجائے عوام میں بھی پرلے درجے کا جاہل آدمی بھی ایسا نہ ملے گا جو نبی کریم یا کسی ولی اللہ کو واجب الوجود اور مستحق العبادۃ سمجھتا ہو بلکہ سب یہی کہتے ہیں کہ انبیاء واولیاء اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہیں ان کی اللہ تعالیٰ تک رسائی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی بات نہیں ٹھکراتا یہ ہمارے لئے دعائیں فرمائیں گے ہمارا بیڑا پار ہو جائے گا۔ اسی لئے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر کبیر میں واضح طور پر لکھا کہ دنیا کے کسی کونے میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی دوسرے کو واجب الوجود ماننے والا نہیں ہے لیکن مخالفین بے پَر کی اُڑا کر بات بات پر شرک کا فتویٰ لگائیں تو ان کی اپنی بد قسمتی ہے جو حدیث میں گزرا کہ دوسروں پر شرک کا فتویٰ لگانے والا ذلیل انسان ہو گا۔

ازالہءوھم: شرک کے مفتی اہلِسُنّت پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اہلِسُنّت اللہ تعالیٰ کے لئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء بالخصوص حضوراکرم اور بعض اولیاء اللہ تعالیٰ کو کام کرانے پر مجبور کردیتے ہیں (معاذ اللہ) یہ بھی کسی کا عقیدہ نہیں یہ عقیدہ کفار کا تھا وہ کہتے کہ کائنات کے ذرے ذرے

کامالک وخالق اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر وہ اس بڑے نظام کو سنبھالنے کے لئے ناکافی ہے۔ اس نے اپنی مخلوق میں سے بعض افراد کو انتظامِ عالَم کے لئے خاص کرلیا ہے اب یہ افرادِ خلق جن کو اللہ تعالیٰ نے نظامِ عالم کے لئے چنا ہے یہ مخلوق ہونے کے باوجود خالق پر حکم چلا سکتے ہیں اور یہ اگر ہماری سفارش وشفاعت کردیں تو اللہ کو مجبوراً ومرعوباً ایساکرنا پڑتا ہے اللہ چاہے یانہ چاہے یہ ہمارے حالات سنوار سکتے ہیں خالق ان کو راضی رکھنے کا پابند ہے وگرنہ اس کا نظامِ عالم درہم برہم ہو جائے جس طرح کہ ملکی نظام کے لئے ممبرانِ اسمبلی کہ وہ ملک کی رعایا ہونے کے باوجود امورِ مملکت میں ایسے دخیل (مداخلت کرنے والے) ہوتے ہیں کہ ان کی تدبیر وتجویز سے ملک کا نظام چلتا ہے یہ وہ شرک ہے جس کا عرب کے مشرکین ارتکاب کرتے تھے ان کے اس عقیدہ کا قرآن کریم یوں رد فرماتاہے:

وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا

(پارہ۱۵سورہ بنی اسراءیل، آیت۱۱۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہ فرمایااور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو۔

عقیدہء مشرکین: یاد رہے کہ مشرکین کامذکورہ بالا عقیدہ کے علاوہ ان کا بنیادی اور اصلی عقیدہ یہی تھا کہ وہ اپنے معبودانِ باطلہ کو عبادت کا مستحق سمجھتے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کا معبود مانتے جیساکہ ان کے اعتراف کوفقیر قرآن کی آیت سے پہلے لکھ چکا ہے ۔ اسی بنیادی واصولی عقیدہ پر وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں سفارشی اور وسیلہ بھی اور اللہ تعالیٰ کی صفات و افعال کے بھی قائل تھے اور نمازیں بھی پڑھتے ، حج بھی کرتے اور نیکیاں بھی بجالاتے وغیرہ ۔

نمونے کی چند آیات ملاحظہ ہو:

وَ لَىٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ (پارہ۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت۶۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگائے سورج اور چاند تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو کہاں اوندھے جاتے ہیں؟

وَ لَىٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ

(پارہ۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت ۶۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو تم ان سے پوچھو کس نے اتارا آسمان سے پانی تو اس کے سبب زمین زندہ کردی مرے پیچھے ضرور کہیں گے اللہ نے تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو بلکہ ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ مَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (پارہ۱۱، سورۃ یونس، آیت۳۱)

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ تمہیں کون روزی دیتاہے آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتاہے زندہ کو مردے سے اور نکالتاہے مردہ کو زندہ سے اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتاہے؟ تواب کہیں گے کہ اللہ توتم فرماؤتوکیوں نہیں ڈرتے؟

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِیْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (پارہ۱۸، سورۃ المومنون، آیت ۸۴،۸۵)

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ کس کامال ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے کہ اللہ کا تم فرماؤ پھر کیوں نہیں سوچتے؟

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (پارہ۱۸،سورۃ المومنون، آیت۸۶،۸۷)

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ کون ہے مالک ساتوں آسمانوں کا اور مالک بڑے عرش کا اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کیوں نہیں ڈرتے؟

قُلْ مَنْۢ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ یُجِیْرُ وَ لَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پارہ ۱۸، سورۃ المومنون، آیت ۸۸،۸۹)

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ کس کے ہاتھ ہے ہر چیز کا قابو اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا اگر تمہیں علم ہو۔

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ (پارہ۲۵،سورۃ الزخرف، آیت۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے انہیں بنایا اس عزّت والے علم والے نے۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ (پارہ۹،سورۃ الانفال، آیت۳۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (پارہ۱۰،سورۃ التوبہ، آیت۱۹)

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرالی۔

اور مسلم شریف، کتاب الحج میں مشرکین کا "لبیک لبیک"(تلبیہ)منقول ہے۔[۳۱]

ثابت ہوا کہ کفار و مشرکین کا شرک یہی تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے برابر معبودانِ باطلہ بناتے اور انہیں معبود بناکر مستحق عبادت سمجھتے ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کو بھی مانتے اور اس کی صفات و افعال کو بھی۔

وھابی معنی: جوصفت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قرآن وحدیث میں بیان ہوگئی ہے عام افرادِ خلق تو کیا خود انبیاء واولیاء کے لئے بھی اگر استعمال کی جائے تو یہ بھی شرک ہے خالق کی کسی صفت کو مخلوق کے کسی فرد میں ماننے والا مشرک اور دائرہ اسلام سے خارج ہے (یہ تعریف ہر وہابی کے چھوٹے بڑے کو یاد ہے)اسی غلط نظریہ کے تحت عالمِ اسلام کے مسلمانوں کو مشرک کہا جارہا ہے اسی لئے علمِ غیب، حاضر وناظر، اختیار وتصرُّف اور مشکل کشائی، حاجت روائی اور نور وغیرہ وغیرہ انبیاء اولیاء کے لئے ماننا ان کے نزدیک شرک ہے حالانکہ یہ تعریف سراسر غلط اور الٹاضررساں(نقصان دینے والا) اور نہ ہی یہ تعریف کسی اسلامی کتب میں ہے یہ ان کا اپنا من گھڑت قاعدہ ہے۔

تردید ازاُویسی غفرلہ: قرآن پاک میں لفظِ "عظیم" اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے عظمت اس کی صفت ہے اب اگر یہی معیارِ شرک ہے جو وہابیوں نے وضع کرلیا ہے کہ خالق کی کوئی بھی صفت مخلوق پر بولنے سے آدمی مشرک ہو جاتاہے تو عظیم کسی اور کو کہنے سے شرک لازم آنا چاہیے مثلاً قرآن پاک میں آیا کہ "اللہ عظیم ہے"اسی قرآنِ پاک میں لفظِ 'عذابِ عظیم' آیاہے اس میں عذاب کو بھی عظیم کہا گیا۔اوراِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (پارہ ۲۱، سورہ لقمٰن، آیت ۱۳)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

اس آیت میں شرک کو بھی ظلمِ عظیم کہا گیا: رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (پارہ ۱۱، سورہ التوبہ، آیت ۱۲۹)

ترجمہ کنزالایمان: وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

---

[۳۱] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب التلبیة وصفتها ووقتها، الحدیث، دار إحیاء الکتب العربیة

یہاں عرش کو بھی عظیم کہا گیا: وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْم (پارہ ۱۹، سورہ النمل، آیت ۲۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کا بڑا تخت ہے۔

ملکہء بلقیس کے تخت کے لئے بھی عظیم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

قرآن پاک میں "رؤف رحیم" اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں یہی دونوں نام حضوراکرم کے لئے بھی قرآنِ پاک میں آئے:

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (پارہ ۱۱، سورہ التوبہ، آیت ۱۲۸)

ترجمہ کنزالایمان: مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان

اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے قرآن مجید میں ہر انسان کو: فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا (پارہ ۲۹، سورہ الدھر، آیت ۲)

ترجمہ کنزالایمان: تو اُسے سنتا دیکھتا کر دیا۔

یعنی ہم نے انسان کو سمیع بصیر بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ "حفیظ علیم" ہے قرآن مجید میں یوسف علیہ السلام کو حفیظ علیم کہا گیا: اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ (پارہ ۱۳، سورہ یوسف، آیت ۵۵)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک میں حفاظت والا علم والا ہوں۔

اللہ تعالیٰ خبیر ہے اور اپنے حبیب کو بھی خبیر کہا۔

فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا (پارہ۱۹، سورہ الفرقان، آیت۵۹) **ترجمہ کنزالایمان:** توکسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ۔

اور اللہ تعالیٰ حمد کیا ہوا ہے یہ صفت اس کے محبوب کریم کی بھی ہے جسے محمد سے موصوف فرمایا کہ اس جیسا نہ کوئی محمود ہوا نہ ہوگا۔ اللہ عزیز بندے عزیز، اللہ تعالیٰ حلیم بندے حلیم، اللہ تعالیٰ مولیٰ بندے مولیٰ۔

لطیفہ: ایک مشرک گر کو میں نے کہا کہ ہمارے لئے شرک کا فتویٰ بھی صادر کرتے ہو اور خود شب و روز سینکڑوں بار مشرک بن جاتے ہو اس نے کہا کیسے؟ میں نے کہا مولانا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور تم ہر چھوٹے بڑے، شاگرد و غیر شاگرد باریش لوگوں کو ہزاروں بار بلاتے ہو " مولانا" حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتاہے: هُوَ مَوْلٰنَا (پارہ ۱۰، سورہ التوبہ، آیت ۵۱)

ترجمہ کنزالایمان: وہ ہمارا مولیٰ ہے۔

اَنْتَ مَوْلٰنَا (پارہ۳، سورہ البقرۃ، آیت۲۸۶)

ترجمہ کنزالایمان: تو ہمارا مولیٰ ہے۔

یہ سن کر مشرک ہکّا بکّا (حیران) ہوگیا جواب بھی نہ بن سکا اور غلط فتویٰ سے رجوع نصیب کب؟ جن کے قدرت تالے بند کرے انہیں کون کھولے۔ اس طرح سے درجنوں آیات اور بے شمار احادیث موجود ہیں۔

تردید از اھلِسُنّت: اگر معیارِ شرک یہی ہے جو وہابی دیوبندی فرقہ نے اپنا رکھا ہے جو کہتے ہیں کہ ہر وہ صفت جو اللہ کے لئے آئی ہو وہ کسی حال میں بھی مخلوق کے لئے ماننا شرک ہے تو وہ مذکورہ صفات کے بارے میں کیا کہیں گے جو خالق کے لئے بھی آئی ہیں اور مخلوق کے لئے بھی حالانکہ اسلام نے حقیق و مجاز کے فرق کے علاوہ ذاتی وعطائی، فانی و غیر فانی، محدود وغیر محدود، مستقل وعارضی متناہی وغیر متناہی کا واضح فرق بتایا ہے۔

حقیقت ومجاز: شریعت کے علاوہ عرفِ عام میں الفاظ حقیقی ومجازی عام مستعمل ہوتے ہیں ان میں مجازات کا اتنا غلبہ ہے کہ حقیقی معانی کا تصور تک نہیں ہوتا مثلاً علم ،قدرت ، ارادہ ، دینا ، نہ دینا، کرنا ، نہ کرنا، زندہ ہونا وغیرہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں لیکن ہم دن میں ہزاروں بار غیر اللہ کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں لیکن اس میں حقیقی ومجازی معنی کی تمیز تک نہیں ہوتی ۔ قرآن مجید میں بھی اس کی بے شمار آیات موجود ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے بی بی مریم سے فرمایا:

لِاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا (پارہ١٦، سورہ مریم، آیت١٩) **ترجمہ کنزالایمان:** تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

دیکھئے جبریل علیہ السلام نے صاف کہہ دیا کہ اے مریم! میں تجھے بیٹا دینے آیا ہوں حالانکہ ایسا کہنا شرک ہے اس لئے کہ بیٹے دینا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے اسی لئے مشرک گر گروہ اہلسُنّت کو یہی طعنہ دیتے ہیں کہ بیٹے دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے تم پیروں فقیروں سے مانگتے ہو ہم انہیں یہی کہتے ہیں کہ بیٹے اللہ تعالیٰ دیتا ہے اولیاء وسیلہ ہیں جیسے بی بی مریم کو بیٹا اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا لیکن وسیلہ جبریل علیہ السلام بن کر آئے ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَاُبۡرِیُٔ الۡاَکۡمَہَ وَالۡاَبۡرَصَ وَاُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ
(پارہ٣، سورہ اٰلِ عمران، آیت٤٩)

ترجمہ کنزالایمان: میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سپید داغ والے کو اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

فائدہ: ہم سب کا عقیدہ ہے کہ کسی کو زندہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جس کا ذکر قرآنِ پاک کی متعدد آیات میں ہے کہ مُردوں کا زندہ کرنا اللہ کے دستِ قدرت میں ہے کہ کسی کو زندگی عطا کرے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھوں کو اور سفید داغ والے مریض کو شفا بھی دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کردیتا ہوں۔اس سے وہی ثابت ہوا جو اہلِسُنّت کا عقید ہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ میں شفا دیتا ہوں اور میں مُردوں کو زندہ کرتاہوں یہ اس لئے شرک نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ کے حکم سے ایسا کرتا ہوں ہمارا بھی عقیدہ و دعویٰ ہے کہ محبوبانِ بارگاہِ ربُّ العالمین کے لیے علوم اور قدرت وتصرف جو ہم مانتے ہیں وہ سب کے سب کمالات اللہ تعالیٰ کے اذن وعطا اور فضل ورضا سے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امورِ غیبیہ کے جاننے اور مُردے زندہ کرنے کادعویٰ قطعاً شرک نہیں اس معنی پر اہل سنت کے عقائد بھی شرک نہیں۔

کسی کو وفات دینا اسی کے قبضہء قدرت میں ہے مگراسی کے حکم وعطا سے حضرت ملک الموت(عزرائیل علیہ السلام) کو یہ مقام حاصل ہے کہ لوگوں کو وفات دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتاہے: قُلۡ یَتَوَفّٰىکُمۡ مَّلَکُ الۡمَوۡتِ الَّذِیۡ وُکِّلَ بِکُمۡ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ (پارہ ٢١، سورۃ السجدۃ، آیت ١١)

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے۔

اسی طرح ایک اور جگہ پر ارشاد ہوتاہے:

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوۡنَہُمۡ ۙ قَالُوۡۤا اَیۡنَ مَا کُنۡتُمۡ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ قَالُوۡا ضَلُّوۡا عَنَّا وَ شَہِدُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ اَنَّہُمۡ کَانُوۡا کٰفِرِیۡنَ (پارہ٨ سورہ الاعراف، آیت٣٧)

ترجمہ کنزالایمان: یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہُوئے ان کی جان نکالنے آئیں تو ان سے کہتے ہیں کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا پُوجتے تھے کہتے ہیں وہ ہم سے گم گئے اور اپنی جانوں پر آپ گواہی دیتے ہیں کہ وہ کافر تھے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ: حضوراکرم نے امت پر شفقت فرماتے ہوئے ایک ایسا قاعدہ عطا فرمایا ہے کہ اکثر امورِ اسلام کا دارومدار اسی پر ہے یعنی نیت وارادہ اسی لئے حکم ہے "ظُنُّوا بِالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ خَيْرًا"[۳۲] اہل ایمان مردوں اورعورتوں پر اچھا گمان کرو۔اسی لئے اسلامی فتاویٰ کے اکثر قواعد اسی نیت وارادہ پر موقوف ہیں یہی وجہ ہے کسی کے الفاظ سننے پر کوئی فتویٰ صادر نہ کیا جائے جب تک اس کی نیت وارادہ معلوم نہ ہو عِلْمُ الْمَعانی[۳۳] میں اس بحث پر طویل گفتگو ہے۔مثلاً "اَنْبَتَ الرَّبِيْعُ الْبَقْلَ "[۳۴] **ترجمہ** "موسم بہار نے سبزہ اُگایا۔"

اس کا بولنے والا مسلمان ہے تو اسے مشرک نہ کہا جائے گا اس لئے کہ اس کا مسلمان ہونا واضح کررہا ہے کہ اس کی مراد بہار کے اگانے سے مجازی معنیٰ ہے ۔اگرکوئی اجنبی بول رہا ہو تب بھی اسے فوراً کافر ،مشرک، دہریہ نہیں کہا جائے گا جب تک وہ صاف لفظوں میں اقرار نہ کرے کہ اس سے اس کی مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کاانکار ہے اوراس کا عقیدہ یہ ہے کہ (ہریالی کی) بہار لانے والا (حقیقت میں موسم) بہار ہے ۔اب اسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ بے دین ہے اور دہریہ ہے مشرک ہے وغیرہ وغیرہ۔

شاعر کہتاہے: أَشَابَ الصَّغِيرَ وأَفْنَى الكَبِيرَ ... كَرُّ الغَدَاةِ ومَرُّ العَشِي[۳۵]

ترجمہ: دن اور راتوں کے انقلاب نے بچے کو بڑا اور بوڑھے کو فنا کیا بار بار صبح کے آنے اور شام کے بار بار گزرنے نے۔

اس شعر میں بڑا بنانے اور بوڑھے کو فنا کرنے کی نسبت صبح و شام کی آمدورفت کی طرف کی گئی ہے ایسے قائل کو کافر و مشرک نہ کہا جائے گا جب تک اس کا عقیدہ زبان سے نہ سن لیا جائے حالانکہ ایسا جملہ بولنے والے عام طور پر منکرین خدا ہوتے ہیں لیکن ہم اسے اس وقت تک کافر ومشرک و دہریہ نہیں کہیں گے جب تک (وہ اپنی) زبان سے اقرار نہ کرلے۔

فیصلہ حق: اہلِسُنّت کے اکثر عقائد ومعمولات کا تعلق اسی حقیقت ومجاز اور نیت وارادہ سے ہے فقیر اس مختصر بیان کو سامنے رکھ کر حاضر وناظر ، علم غیب ، استمداد ، نورمن نوراللہ وغیرہ وغیرہ سب کو اسی قاعدہ کے سامنے لایا جائے تو کسی قسم کا اختلاف نہ رہے لیکن جس کی نیت ہی بد ہو کہ اس نے فی سبیل اللہ فساد پر کمر باندھ رکھی ہو اس کا کیا علاج۔

بندگانِ خدامظاھرِحق: اہلِسُنّت بارہا واضح اور کھلے الفاظ میں کہتے اور اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں"محبوبانِ خدا (انبیاء واولیاء) خدا نہیں لیکن اس کے جلوؤں سے جدا بھی نہیں ان کا ہر کام اللہ تعالیٰ کا کام۔"

گفتئه رو گفتئه الله بود گرچه از حلقوم عبدالله بود

"اس کا بول اللہ تعالیٰ کا قول ہے اگرچہ بظاہر بندہء خدا کے حلقوم (گلے) سے ہے۔"

اس پر آیاتِ قرآنیہ شاہد ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۱۷)

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

---

[۳۲]) المعجم الكبير ،مسند النساء ،ذكر أزواج رسول الله صلى الله عليه وسلم ،عائشة بنت أبي بكر الصديق ،باب تأويل قوله "الخبيثات للخبيثين" الآية [illegible]، الحديث [illegible]

[۳۳]) وہ علم جس میں الفاظ کے محل استعمال اور معانی کے درست اور موزوں ہونے سے بحث کی جاتی ہے۔

[۳۴]) مفتاح العلوم لسكاكي القسم الثالث من الكتاب في علم المعاني والبيان ،الفصل الخامس في المجاز العقلي ،ص[illegible]، دار الكتب العلمية ،بيروت –لبنان ،الطبعة: الثانية [illegible] م

[۳۵]) مختصر المعاني سعد الدين التفتازاني ،الباب الاول (احوال الاسناد الخبرى) ،ص[illegible]، دار الفكر / قم الصف الألكتروني: كمبيوست مؤسسة آل البيت ،جلد الطبعة: الأولى [illegible] ه.

إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (پارہ۲۶، سورہ الفتح، آیت ۱۰)

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (پارہ۵، سورہ النسآء، آیت ۸۰)

ترجمہ کنزالایمان: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

ان آیات سے انبیاء واولیاء کا مظاہر حق ہونا واضح ہے ۔

حدیث قدسی میں اسے اور واضح تر بیان کیا گیا ہے۔بخاری شریف ومسلم میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتاہے کہ

فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطُشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا ، وَإِنْ سَأَلَنِي لأُعْطِيَنَّهُ [۳۶]

ترجمہ: پس جب میں کسی کو اپنا محبوب بنالیتاہوں تو اس کے کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے او ر اس کے پاؤں ہوجاتاہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اس کی زبان ہوجاتاہوں جس سے وہ بولتا ہے اور اگر وہ کچھ مجھ سے مانگے تو میں ضرور بالضرور اسے عطا کرتا ہوں۔

فائدہ: امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا؛ اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء واولیاء کی یہ شان ہے کہ ان کا سننا، دیکھنا، بولنا رب تعالیٰ کا سننا، دیکھنا، بولنا ہے وہ رب نہیں بلکہ رب کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں۔

وكذلك العبد إذا واظب على الطاعات بلغ إلى المقام الذي يقول الله كنت له سمعاً وبصراً فإذا صار نور جلال الله سمعاً له سمع القريب والبعيد وإذا صار ذلك النور بصراً له رأى القريب والبعيد وإذا صار ذلك النور يداً له قدر على التصرف في الصعب والسهل والبعيد والقريب . [۳۷]

ترجمہ: اور اسی طرح وہ آدمی جو نیک اعمال پر ہمیشگی اِختیار کرتا ہے وہ اس (بلند وبالا) مقام پر پہنچ جاتا ہے جس (مقام ومرتبہ پر پہنچنے والے) کے بارے میں اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے کہ میں اُس کے کان بن جاتا ہوں، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، الخ؛ تو جب اللہ کے جلال کا نور اس کے کان بن جائے تو وہ قریب اور دور کی (سب آوازیں) سن لیتاہے اور جب وہی نورِ جلالت اس کی آنکھ بن جائے تو وہ نزدیک ودور کی (سب چیزیں) دیکھ لیتاہے [۳۸] اور جب وہی نورِ جلالت اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو پھر وہ ہر مشکل وآسان اور دور ونزدیک (کی چیزوں) میں تصرّف پہ قادر ہو جاتا ہے۔

آخری گزارش: بندگانِ خدا کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ماننا یہ ان کی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ فی الارض کی تکمیل ہے اس کا ماننا جبریلی وملکوتی شان ہے اور نہ ماننا ابلیسی وغیرہ ہے۔للہِ الحمد اہلِ سنّت کو وہی نصیب ہے جو اللہ تعالیٰ کے اِرشادِ گرامی کا منشاء ہے اور نہ ماننے والے سوچیں کہ وہ محبوبانِ خدا کے کمالات کا اِنکار کرکے کس گڑھے میں گر رہے ہیں۔

---

[۳۶] صحيح البخارى ، كتاب الرقاق ، باب التَّوَاضُعِ [illegible] ، الحديث [illegible] ، دار ابن كثير ، سنة النشر [illegible] هـ [illegible] م

[۳۷] تفسير الرازي = مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير ، [سورة الكهف] : الآيات [illegible] إلى [illegible] ، دار إحياء التراث العربي – بيروت ، الطبعة: الثالثة [illegible] هـ

[۳۸] سیّدی اعلٰحضرت علیہ الرحمہ اپنے مشہورِ زمانہ سلام میں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں؛ دور ونزدیک کے سننے والے وہ کان کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

وما علینا الا البلاغ

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور، پاکستان۔